نظریۂ اسلامی کی اساس پر اس کا قیام مقتضی ہے کہ اس کے مقاصد خود اسلام کے مقاصد کا عکس ہوں۔ اس کا مقصد صرف قیامِ امن اور افرادِ انسانی کے لیے فلاح و اطمینان کا حصول ہی نہیں ہے۔ یہ ان کی جان کی حفاظت اور انہیں ظلم و زیادتی سے بچانے کو ہی کافی نہیں سمجھتی۔ بلکہ ریاست کے تمام اعمال و دوائر میں اسلامی احکام کی تنفیذ اور دنیا بھر میں دعوتِ اسلامی کی تبلیغ بھی لازمی خیال کرتی ہے۔ اور ایسا کرنا اس کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔ اس کا فرض ہے کہ لوگوں کو اسلامی عبادت اور اسلام کے سکھائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گزارنے کے قابل بنائے۔ اور اس سلسلے میں ان کی راہ میں جو مشکلات حائل ہوں انہیں دور کرے۔ اور اگر افکار و نظریات اور معاشرتی اور اقتصادی نظام میں کوئی خلافِ اسلام چیز پائی جائے تو اسے ختم کرے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ۔ (الحج: ۴۰)

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

اس آیت میں اقامتِ صلوٰۃ کا ذکر ریاست کے اس فرض کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ لوگوں کو خدا کی عبادت کے قابل بنانا ریاست کا فرض ہے۔ اور امر بالمعروف نہی عن المنکر یعنی نیکی کا حکم اور بدی سے روکنے کی ہدایت اشارہ کر رہی ہے کہ لوگوں کو اسلام کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی بسر کرنے کی سہولتیں فراہم کرنا اور اپنے زیرِ اثر تمام شعبوں میں اسلامی احکام کو نافذ کرنا بھی اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

یہ ہیں ایک اسلامی ریاست کے مقاصد۔ ان کا بنیادی ہدف اللہ تعالیٰ کے قانون کی روشنی میں فرد اور معاشرے دونوں کی بہتری اور فلاح ہے۔ فرد کی دنیاوی اور اُخروی فلاح بھی ریاست کی اسی ذمہ داری کا ایک حصہ ہے۔

تعلیم گاہوں کو مقتل نہ بنایا جائے

جمعیت اصلاح اجتماعی۔ کویت

[کویت کی جمعیت اصلاح اجتماعی نے یہ مراسلہ کویت کے ولی عہد وزیر اعظم نیشنل اسمبلی کے اسپیکر، وزراء اور نیشنل اسمبلی کے ارکان کو بھیجا ہے۔ اس مراسلے کا خلاصہ ہم پاکستان کے دردمند لوگوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ ادارہ]

ہم آپکی خدمت میں یہ مراسلہ پیش کر رہے ہیں۔ اس کی بنیاد تین واضح حقائق ہیں جن پر تمام اہلِ وطن کا اتفاق ہے۔ اس لیے کہ یہ وہ حقائق ہیں جن کے بغیر کوئی زندہ اور روشن معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا۔

پہلی حقیقت یہ ہے کہ ہم اس مراسلہ کے ذریعہ اپنی دینی ذمہ داری ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اس دینی ذمہ داری کا یہ تقاضا ہے کہ معاشرے کے اندر جب کوئی منکر علانیہ پھیل رہا ہو تو اس کے بارے میں ہمیں کوئی مثبت قدم اٹھانا چاہیے۔

دوسری حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے آپ لوگوں کے بارے میں ہم پر نہایت نازک ذمہ داری عائد کی ہے اور وہ ذمہ داری یہ ہے کہ چونکہ آپ لوگ اس ملک کے کارپرداز ہیں اس لیے ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ لوگوں کی خیر خواہی اور نصیحت میں تساہل نہ برتیں۔

تیسری حقیقت یہ ہے کہ کویتی معاشرے اور کویت کی آئندہ نسل کا ہم پر یہ حق ہے کہ ہم اس کے اندر پائے جانے والے اجتماعی اور اخلاقی خطرات کو روکنے کے لیے جو کوشش اور خدمت انجام دے سکتے ہوں دیں۔

اس مراسلے کا موضوع جامعۂ کویت ہے۔ کویت میں جب یہ یونیورسٹی قائم ہوئی تھی تو ہم نے اس سے نہایت اونچی امیدیں وابستہ کی تھیں۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ یونیورسٹی ایسی نسل تیار کرنے میں مدد دے گی جو

معیار کے لحاظ سے اور احساس ذمہ داری کے پہلو سے موجودہ نسل سے بدرجہا بہتر ہوگی جو ہر مرحلہ میں دشمن سے شکست کھاتی جا رہی ہے اور جس کی آنکھوں کے سامنے بیت المقدس کے سقوط کا المیہ پیش آیا ہے۔ یعنی ایسی نسل اس یونیورسٹی سے اٹھے گی جو علم و دانش کی بنیادوں پر ملک کی تعمیر کرے گی اور اخلاق و فضائل کے ذریعہ اس تعمیر کی رکھوالی کرے گی۔ لیکن آج اس یونیورسٹی کو بعض لوگ جن مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں وہ اس وقت ملک کے بہی خواہ افراد کے ذہن میں قطعاً نہ تھے۔ اس وقت یہ یونیورسٹی رقص و سرود اور اختلاط کے پردے میں معاشرتی تخریب کی لائن اختیار کر چکی ہے۔ ملک کے بہی خواہ عنصر نے جب یونیورسٹی کے قیام کا خیر مقدم کیا تھا تو اس بنا پر کیا تھا کہ کویتی معاشرے کو علم و دانش کی ضرورت ہے، رقص و سرود کی حاجت نہیں ہے۔ فیکٹریوں اور کارخانوں کی ضرورت ہے تھیٹروں اور رقص گاہوں کی طلب نہیں ہے۔ کویت کے باشندے مرد ہوں یا عورت اختلاط کے بغیر بھی ٹکنالوجی میں تفوق حاصل کر سکتے ہیں اور اٹیمی ترقی میں حصہ لے سکتے ہیں اور طب و انجینئرنگ کے جدید انکشافات سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس لیے کہ علمی ترقی کے لیے رقص و اختلاط لازم نہیں ہے اور نہ ان دونوں چیزوں کے مابین کوئی علمی و فنی ربط پایا جاتا ہے۔

لیکن اب کچھ لوگ یونیورسٹی بلکہ پورے معاشرے کو جس رنگ میں ڈھالنا چاہتے ہیں وہ پنہاں نہیں رہا بلکہ دلوں کے ارادوں سے نکل کر علانیہ جدوجہد کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اگر یہ لوگ اپنی غلط بات پر اڑنا اپنا حق سمجھتے ہیں اور اس کے نفاذ کے لیے جرأت دکھانا جانتے ہیں تو ہم بھی اپنا یہ حق سمجھتے ہیں کہ ہم ایسی غلطیوں کا سدباب کریں اور قوم کو آگاہ کریں اور تیار کریں کہ وہ ان غلطیوں کی بیخ کنی کے لیے اٹھ کھڑی ہو۔ یونیورسٹی کے اندر اختلاط ممنوع ہے۔ اور خود نیشنل اسمبلی نے اس کی مخالفت کی قرارداد پاس کی تھی۔ لیکن رقص و اختلاط کے رسیا افراد اور تنگ اور عریاں لباس کے حامی لوگ ہر قانون سے تجاوز کر چکے ہیں، خود نیشنل اسمبلی کو بھی ہیچ گردان چکے ہیں۔ یہ گروہ بجرو اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے برابر جدوجہد کرتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے یونیورسٹی کے اندر تھیٹر قائم کر لیے ہیں جن میں کویتی لڑکے اور لڑکیاں رقص اور سرود اور اداکاری کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ اور مخلوط تفریحیں اور مخلوط دورے منظم کیے جاتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ان مشکوک سرگرمیوں سے اسلام، علم، کویت اور نوجوان کسی کو کوئی فائدہ حاصل